صنعاء یونیورسٹی (یمن) میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کا خطاب
ترجمہ : عبداللہ الحسنی

ایٹمی قوت سے بھی عظیم قوت

ـــــــ جس سے فائدہ نہیں اٹھایا جارہا

۱۴ شعبان ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۸۴ء کو صنعاء یونیورسٹی میں طلبہ اور تعلیم یافتہ طبقہ جو کثیر تعداد میں موجود تھے کی گئی ایک اہم تقریر ۔ شمالی یمن کے پایۂ تخت صنعاء کا ہال سامعین سے پورا بھرا ہوا تھا ۔ اور باہر کے میدان میں بھی بھرا ہوا مجمع مولانا کی صدائے دلنواز پر گوش برآواز تھا ۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد !

برادران گرامی ، و حضرات . ٹیکنالوجی اور جدید ایجادات کی ترقیاں وہم و گمان سے بالا ہو چکی ہیں لیکن ابھی کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا جس سے قلبی خوشی و مسرت اور دلی فرحت و شادمانی کی موجزن لہریں دکھائی جا سکیں ۔ نہ ہی یہ ممکن ہے کہ انسان اپنے دل کو نکال کر اپنے بھائیوں کے سامنے رکھ دے تاکہ ان کو بھی دل کی کچھ کیفیت کا اندازہ ہو سکے ۔ لیکن اولاً اللہ تبارک و تعالیٰ کے اعتبار پر پھر آپ کی محبت اور جذبۂ اسلامی کے سہارے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ مسلم نوجوانوں کے اس منتخب و پاکیزہ گروہ کو دیکھ کر (اس ملک میں (جو اسلام و مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز و محور ہے) جو مسرت و شادمانی مجھے ہو رہی ہے وہ آپ محسوس کر رہے ہوں گے ۔

بھائیو! آپ سب جانتے ہیں کہ آبشار زمین سے نکلتا ہے ۔ طاقت و قوت کے ساتھ پھوٹتا ہے اور نہایت طاقت و قوت بن کر زمین پہ گرتا ہے ۔ کتنے آبشار جو ہزاروں سال سے اسی قوت و طاقت سے پھوٹ رہے ہیں اور گر رہے ہیں لیکن کتنے انسانیت کی فلاح و بہبود اور تمدن کی خیر و بہتری کے لئے استعمال ہوئے ۔ کتنے ان میں غیر معروف اور غیر نفع بخش ہیں ۔ میں نے کناڈا کا بھی سفر کیا ہے اور ٹورنٹو کو بھی دیکھا ہے اور میں نے کناڈا میں نیاگرا فال (NIAGARA FALL) کو بھی دیکھا ہے جس کو دنیا کے سات عجائبات میں شمار کیا جاتا ہے ۔ عجیب چیز ہے جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے دور سے نہیں سمجھا جا سکتا ۔

نہایت بلندی سے وہ گرتا ہے اور ہزاروں سال سے اسی عجیب و غریب قوت سے گر رہا ہے۔ لیکن جس ملک کو اللہ نے یہ آبشار عطا فرمایا ہے اس کو اس فطری آبشار سے انسانیت اور تمدن کی فلاح و بہبود کے لئے فائدہ اٹھانے کی بھی توفیق ملی ہے۔ اس سے وہ زبردست بجلی پیدا کرتا ہے جس سے پورا ملک حرارت و روشنی حاصل کرتا ہے۔ ایسے کتنے ہی خزانے اور طاقتیں پائی جاتی ہیں لیکن بہت سے ممالک ابھی تک ان کے فائدہ سے محروم ہیں اور وہ بیکار ضائع ہو رہی ہیں۔

لیکن میں آج ایک ایسے آبشار کے بارے میں گفتگو کرنے جا رہا ہوں جس کی قوت و تاثیر کا اندازہ کینیڈی آبشار سے نہیں لگایا جا سکتا۔ اور اس سے جو فائدہ و نفع ہے اس کا قیاس بھی اس کینیڈی آبشار پر نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ایمان و اخلاص اور جوش و خروش کا آبشار ہے جو عام طور پر پوری امت اسلامیہ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ اور خاص طور سے آپ کے ملک کو اس سے مالا مال کیا۔ اور اس خصوصیت کی سند خود سید الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت دی جب یمنی وفد نے خدمت بابرکت میں حاضری دی۔ ارشاد ہوا:۔

"تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں جو دلوں کے گداز اور نہایت نرم خو ہیں۔ ایمان بھی یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی"۔

بڑے بڑے ممالک اور ترقی و تہذیب میں ڈوبے ہوئے ملک آج جن کے ہاتھ میں (حق یا ناحق) قافلۂ انسانیت کی باگ ڈور ہے۔ جو اپنے کو تہذیب و ثقافت کے ٹھیکیدار اور قوموں و نسلوں کی قسمتوں کے پہرے دار سمجھتے ہیں آج ان کے پاس سب کچھ ہے۔ لیکن وہ اس آبشار ایمانی سے خالی ہو چکے ہیں۔ وہ انفرادی و اجتماعی اور گروہی مصلحتوں اور محدود و تنگ سیاست سے بالاتر رہنے، اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص سے کام کرنے کے جذبہ سے بالکل خالی ہو چکے ہیں۔ وہ اگرچہ ترقی و تہذیب و تمدن کے بام عروج کو پہنچ چکے ہیں اور خوشحالی و تمدنی مظاہر کے اسباب اور علمی و فکری صلاحیتوں کی بھی فراوانی ہے۔ لیکن وہ ایمان کی فراوانی، ایمان کی گہرائی، اس کی اصالت جو مومن قوم کا شیوہ ہے سے بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ ان کے پاس دلوں کی سلامتی نہیں۔ سینے کا نور نہیں۔ اغراض و منافع سے پاک محبت نہیں، جنت کا شوق نہیں، شہادت کا ذوق نہیں۔ نہ ایمان و احتساب کی کیفیت ہے نہ اچھے اعمال پر اجر و ثواب کی امید، مشرقی و مغربی بلاک بہت سی چیزوں میں تو ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ لیکن دونوں ہی بلاکوں کے سربراہوں اور رہنماؤں کے ہاتھوں میں دلوں کی سلطنت کی باگ ڈور نہیں۔ نہ محبت و احترام اور سچے لگاؤ کے وہ جذبات ہیں جو سیاسی اعتبارات اور انفرادی و اجتماعی مصلحتوں سے پاک ہوں۔

میں نے امریکہ میں واشنگٹن میں (وائٹ ہاؤس) سے چند قدم کے فاصلہ پر تقریر کی۔ اور میری تمنا تھی کہ

میری آواز وائٹ ہاؤس تک پہنچے اور وہاں سنی جائے۔ میں نے کہا۔

مشرقی قوموں کی ترقی میں بے شک آپ کا بہت بڑا حصہ ہے لیکن میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ قومیں جن پر آپ کروڑہا کروڑ روپیہ خرچ کر رہے ہیں آپ سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ ان کی نیک تمنائیں بھی آپ کے ساتھ نہیں ہیں بلکہ آپ کی ہر لغزش ان کی تمنا کی تکمیل آپ کی ہر مصیبت ان کی خوشی و شادمانی کا ذریعہ آپ کی بدنصیبی سے ان کی خوش نصیبی کا سامان۔ وہ آپ کی مدد و نصرت کے سایہ میں آرام کرتی ہیں۔ لیکن وہ آپ کے لئے ناحسان شناس اور ناسپاس گذار۔ یہ کیوں ہے ؟ اس لئے کہ آپ کی مدد و نصرت پر اخلاص کا سایہ نہیں۔ یہ سیاسی و اقتصادی اور تجارتی بھاؤ تاؤ ہے۔ یہ تمام قومیں جو آپ کی ریزہ چینی کرتے ہیں اور آپ کے خوانِ نعمت سے کھاتی ہیں۔ لیکن آپ کے لئے اخلاص و محبت سے خالی ہیں، یہ کیوں ؟ اس لئے کہ آپ کی تہذیبی عطا کردہ چیزیں اور مدد و نصرت اور احسانات کی ارزانی جو کچھ بھی ہے اس کا اخلاص سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی دلوں کی گہرائیوں سے اس کا کوئی ربط ہے۔ یہ تمام چیزیں تجارتی سودے بازی کے علاوہ کچھ نہیں۔

مسلمان قوم کو اپنے دیندار و ایماندار رہنماؤں سے جو گہرا ربط و لگاؤ ہے اس کی نظیر ملنی مشکل ہے نہ مغربی بلاک میں نہ مشرقی بلاک میں ان کے یہاں نفاق و سیاست کے سوا کچھ نہیں۔ وہ ایمان سے عاری، محبت سے خالی اور جوش و خروش میں دیوالیہ ہو چکے ہیں۔ پروپیگنڈے کی سرگرمیوں، صحافت و اعلام کی کوششوں اور موسسات و جامعات کی محنتوں کے ذریعہ قوموں کو ایک مصنوعی دھاگے سے باندھ رکھا ہے جس کا کوئی بھروسہ نہیں جب ان کو موقع ملا وہ ان بندھنوں کو پاش پاش کر کے نکل جائیں گی۔ آپ آئے دن انقلابات کے قصے، سازشوں کی خبریں اور حالات کو پلٹنے کی کوششوں کو اخبارمیں پڑھتے رہتے ہیں لیکن وہ ایمانی رابطہ و رشتہ جس سے یہ امت اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر خلفائے راشدین سے صالح و دیانتدار قائدین سے، علماء ربانیین سے اور زعمائے مخلصین سے جڑی ہوئی ہے۔ وہی ایسا پائیدار، امانت دار، طاقت در اور وفادار رشتہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

هو الذی ایدك بنصره وبالمؤمنین والف بین قلوبهم۔ لو انفقت
ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبهم ولكن الله الف بینهم انه
عزیز حكیم۔

میں کہہ تو رہا ہوں لیکن رنج و ملال سے میرا دل لبریز ہے۔ کہ یہ ایمانی آبشار یہ عطائے ربانی جو جزیرۃ العرب کو ملا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سرزمین جس سے مالا مال ہوئی تھی۔ انصار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کے نصیب جس سے جاگے تھے۔ داعیانِ اسلام اور عالم میں مشعل اسلام کو روشن کرنے والوں کے گھر جس سے چمک اٹھے تھے۔ اس ایمان و احتساب کے آبشار، اجر و ثواب کی امید کے آبشار، جنت کا ذوق اور شہادت کے

شوق کے آبشار سے پھر بعد میں فائدہ نہ اٹھایا گیا۔ اور اس سے وہ مفید کارآمد، طاقت ور اور مشعل بردار کرنٹ نہیں حاصل کیا گیا جو پوری دنیا کو نور بار و لالہ زار بنا سکتا تھا۔ اس میں ہر مشکل کا حل، ہر پریشانی کا علاج اور ہر درد کا درماں پایا جاتا ہے۔ اس کے اندر دلوں کو جوڑنے، قوموں کو آپس میں ملانے اور مختلف سوسائٹیوں کو باہم شیر و شکر کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ وہی انسانیت کی مشکلات کا حل پیش کرتا ہے لیکن وہ ایک مظلوم آبشار ہے جو صدیوں سے بے کار پڑا ہے۔

نہایت افسوس کا مقام یہ ہے کہ ابھی تک ہمارے قائدین اس ایمان کی قوت و صلاحیت، اس رشتہ کی مضبوطی و پائیداری کی حیثیت اور اسلامی عقیدہ کی طاقت سے ناواقف ہیں۔ وہ ابھی تک دلوں میں پوشیدہ اس طاقت کا اندازہ نہیں کر سکے جو اللہ تعالیٰ نے آسمانی پیغام، سچی نبوت اور مخلصین کی کوششوں سے ایمان والوں کے قلوب میں پیدا فرما دی ہے۔ انہوں نے اس عظیم الشان بشری طاقت کو پہچانا نہیں۔ جس کا حامل قلب مومن ہے اس کے سامنے ایٹمی طاقت ہیچ ہے۔ اسی طاقت نے ایک نئے عالم کو جنم دیا اور تاریخ کو نئے ڈھنگ سے چلنے پر مجبور کر دیا اور جو چیزیں انسان کے فکر و خیال میں تھیں ان کو حقائق کا جامہ پہنایا۔

لیکن افسوس کہ اصحاب فکر و ارباب نظر اکثر ممالک میں ابھی تک اس طاقت کا انکشاف نہیں کر سکے۔ بلکہ سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ وہ اس طاقت کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ تصور کرتے ہیں اور اس سے برسر پیکار ہیں۔ وہ ان باقی ماندہ ایمانی چنگاریوں کو جو امت اسلامیہ میں پائی جاتی ہیں تاریخی ملبہ کا نام دیتے ہیں۔ اور ایسے کھنڈرات سے تعبیر کرتے ہیں جن کا صاف کرنا ضروری ہے۔

ان کی سب سے بڑی طاقت، ذہانت و ذکاوت بلکہ ان کی غیر معمولی صلاحیتیں اسی "ملبے" کے منتقل کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ اور وہ ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکے بلکہ ان کی ساری کوششیں ملیامیٹ اور ناکام و نامراد ہو چکی ہیں کیونکہ انہوں نے امت کی فطرت کے خلاف قدم اٹھایا ہے اور وہ برابر اپنے کو حقائق ناشناسی کر کے دھوکا دے رہے ہیں وہ صدیوں کی کوششوں پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں اور اپنی کاوشیں ایسی بے موقع و بے محل صرف کر رہے ہیں جن کا کوئی نتیجہ برآمد ہونے والا نہیں۔ اس لئے اس طاقت کو جو مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے اپنا سب سے بڑا حریف اور اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتے ہیں۔ میں صرف اس کو ایمانی المیہ کہہ دینے پر تیار نہیں بلکہ یہ ایک عالمی انسانی المیہ ہے۔ کہ ایسی طاقت سے فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا۔

بے شک ہماری سلیم فطرت سیدھی سادھی مسلمان قومیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہیں اور جن کا عقیدہ ہے کہ آخرت دنیا سے بدرجہا بہتر ہے۔ جن کو یہ یقین ہے کہ انجام کار پرہیزگاروں ہی کا ہے اور مدد کے حقدار ایمان والے ہی ہیں۔ اور جن کا اس پر ایمان ہے کہ دنیا فانی اور ختم ہو جانے والی ہے اور

اللہ نے اپنے مومن بندوں سے جنت کا جو وعدہ کر رکھا ہے اور راہ خدا میں جہاد کی اور شہادت کی جو فضیلت بیان کی ہے اس کو وہ اس نظر سے دیکھتی ہیں کہ جس نظر سے ترقی یافتہ قومیں لذت کوشی اور عیش و عشرت کو بھی نہیں دیکھتیں جب ان کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدوں اور بشارتوں کا تذکرہ ہوتا ہے تو جھوم اٹھتی ہیں اور ان کے دل خوشی و مسرت سے کھل جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے کو بھول کر اللہ اور اس کے رسول ؐ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیتی ہیں۔ ان کے اندر مردانگی و جرأت مندی نے ایسے جوہر، مروت و شرافت کی ایسی صفات، بلند اخلاقی اور حسن کردار کے ایسے اوصاف پائے جاتے ہیں جن سے دنیا کی اکثر ترقی یافتہ قومیں آج بھی تہی دست ہیں۔ اگر ان کو کوئی وفادار و مخلص قائد میسر آجاتے جو اس طاقت کا جوہر شناس اور اس کی قیمت کو جانتا ہو۔ جو صرف نبوت کی دین اور خدائی تربیت کا نتیجہ اور اخلاص کا صلہ ہوتا ہے۔ اس ایمان کا اگر عشر عشیر بھی یورپی قوموں کو مل جاتا تو دنیا کے دن رات بدل گئے ہوتے۔ لیکن وہ یکے بعد دیگرے مشکلات کا سامنا کرتی رہتی ہیں اور بقول حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کہ چبھے ہوئے کانٹے کو دوسرے ٹیڑھے کانٹے سے نکالتی ہیں۔ تو یہ کانٹا بھی ٹوٹ کر رہ جاتا ہے۔ اس طرح کانٹے پر کانٹے جمع ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بالکل یہی قصہ مغربی تہذیب کا ہے۔ کہ ایک مشکل وہ حل کرتی ہے تو دس مشکلیں آکر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے وہ اس ایمان سے محروم اور اس اعتماد و بھروسہ سے خالی ہیں جن سے انسان کا انسان سے رابطہ پیدا ہوتا ہے۔ میں کسی ایسے علم نفس کے ماہر اور فلسفہ اخلاق کے عالم کو نہیں جانتا جس نے قرآن مجید جیسی تصویر کشی کی ہو۔

فلولا اذ سمعتموه ظن المومنون والمؤمنات بانفسهم خيراً وقالوا هذا

افك مبين

یہ آخری انسان کا تصور ہو سکتا ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے۔ جب بھی اپنے مسلمان بھائی کے متعلق کچھ سنتا ہے تو پہلے اپنا جائزہ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ میں اپنے آپ سے اور اپنے ایمان سے یہ بات فروتر سمجھتا ہوں کہ ایسا گھٹیا کام کروں تو کیسے میرا بھائی کر سکتا ہے۔ تاریخ میں کونسی سوسائٹی ہے جو ایسی بلند و بالا ہو۔ اور انسانی سوسائٹی کے ایسا قدآور تصور پیش کرے۔

مشرق و مغرب کے رہنما اخلاص کے خلا کو فوجی قوت اور جاسوسی نظام سے پُر کرنا چاہتے ہیں۔ روس میں کسی انسان کو کسی انسان پر بھروسہ نہیں۔ بھائی کو بھائی پر اعتماد نہیں۔ نہ شوہر کو بیوی پر بھروسہ ہے نہ بیوی کو شوہر پر بھروسہ ہے۔ اشتراکی نظام افراد کا اعتماد کھو چکا ہے۔ قریب سے قریب تر لوگوں کا اعتماد جاتا رہا ہے یہاں تک کہ وہاں کی بے جان دیواروں سے بھی لوگ مامون و محفوظ نہیں۔ کہ کہیں اس کے کان ہوں اور اس کے

اندر یہ ریکارڈ فٹ ہوں۔ کوئی انسان گھر کے کسی کونے میں بھی چپکے سے کوئی بات نہیں کہہ سکتا۔ اور نہ مرجھائے ضمیر کو سکون پہنچا سکتا ہے۔

ایک لطیفہ ہے کہ ایک کتا اس طرف سے آنکلا۔ اس کے بھائی بند دوسرے کتوں نے اس کی خاطر مدارات کرنی چاہی اور قسم قسم کے کھانے پیش کئے۔ لیکن اس نے نہایت بے رغبتی دکھائی۔ اور کھانے کی طرف متوجہ نہیں ہوا میزبان کتوں نے عرض کیا۔ آپ کیوں نہیں کھاتے، آپ تو ہمارے مہمان ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے کھانے کی حاجت نہیں ہے میں صرف بھونکنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ میں ایک ایسے ملک میں تھا جہاں بھونک نہیں سکتا تھا تو میں یہاں صرف بھونکنے کے لئے آیا ہوں۔ کیونکہ یہ میرا فطری تقاضا ہے اور کھانے کا ایسا مسئلہ نہیں۔ لیکن میں صرف اپنی ضمیر کی تسلی اور فطری تقاضے کی تکمیل کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

بھائیو! دوسروں کو پہچاننے سے پہلے اپنے رب کو پہچانو۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی جن دولتوں سے نوازا ہے اس کو جانو۔ اور جن کریمانہ مینی خصائص سے نوازے گئے ہو ان کو سمجھو۔ اگر تم اپنے آپ کو پہچان لوگے تو دفن کیا ہوا خزانہ تم کو ملے گا۔ اور ایک ایسا آبشار تمہارے ہاتھ لگے گا جو دنیا میں ہر آبشار سے زیادہ طاقتور ہے۔ یہ ایسا ایمانی آبشار ہے کہ جس کے ذریعہ سے تم اور تمام لوگ جن کو اللہ نے اس دولت و ثروت سے مالا مال ملکوں سے استفادہ کا موقع دیا ہے۔ ایک ایسا بجلی کا کرنٹ حاصل کر سکتے ہو جو سرزمین خدا کو بقعہ نور بنا دے۔ اور دنیا میں سویرا کر دے۔ تمہارے ہی اسلاف نے دنیا کی ظلمتوں کو کافور کیا ہے۔ اور اپنی ضیا پاشیوں سے سارے عالم کو منور کر دیا ہے انہوں نے اپنے ایمان و یقین سے بھرپور سینوں سے ایمانی کرنٹ لیا۔ اور شرق بعید اور ہندوستان تک اس کو پہنچا دیا۔ تم ہی میں سے ہمارے علمائے ربانی آئے ان میں محدث و فقیہ بھی تھے اور مربی و شیخ بھی۔ انہوں نے مسلم ہندی قوم کو بت پرستی کے دلدل سے۔ شجر و حجر کی عبادت سے، گائے اور دریا کی پوجا سے بچا لیا۔ یہی تمہارے روشن جبین، خندہ رو اسلاف تھے، اور ہم برابر ان کے دسترخوان کی خوشہ چینی کر رہے ہیں لیکن میرے بھائیو! اپنے آپ کو پہچانو، خاص طور سے اسلامی ممالک کے رہنما آپ کو پہچانیں۔ اسی طرح اس ملک کے رہنما بھی اپنے آپ کو پہچانیں اور جانیں کہ وہ اپنی اس قوم میں کس دولت کے مالک ہیں اور اپنے اس ملک میں کیا چیز ان کو ملی ہوئی ہے۔ ان کی نظریں تو برابر باہر کی طرف لگی رہتی ہیں تاکہ مغربی تہذیب کی خوشہ چینی کریں۔ ان کے تطبیقی و تکنیکی علوم کی زلہ ربائی کریں۔ اور وہیں سے جدید آلات برآمد کریں۔ یہ آلات انسانیت کی قسمت کا فیصلہ نہیں بدل سکتے لیکن جو ایمان تمہارے پاس ہے وہ انسانیت کے راستہ کو بدل سکتا ہے لیکن اندوہناک بات یہ ہے کہ صدیاں گذرتی چلی جائیں اور قومیں فنا ہو جائیں اور اس ایمانی آبشار سے انسانیت کی فلاح و بہبود کا کام نہ لیا جائے۔

آج بھی دنیا ایسے لوگوں کی منتظر ہے جن کے سینوں میں ایمان جوش مار رہا ہو اور جن کی زبانوں سے ایمان کے

دریا بہہ رہے ہوں اور نور کی برکھا ان کو اپنے جلو میں لئے ہو۔ یہ وہ لوگ ہوں جو انانیت سے پاک، قومیت سے بالاتر، وطنیت سے آزاد اور خواہشات نفسانی سے بلند ہوں۔ ان کا شیوہ انسانیت کی خدمت اور ازسرنو اس کی حفاظت کا کام ہو۔

میرے عزیزو! جب زبانِ نبوت نے آپ کو حکمت و فقہ اور ایمان کے القاب سے یاد کر لیا تو یہ وقتی چیز نہیں۔ ایک حکیم و دانا کا لقب وقتی ہو سکتا ہے۔ ایک طبیب و مورخ کی سند محدود ہو سکتی ہے۔ ایک دور اندیش و عقلمند کی بات اسی تک محدود ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ ایک ایسے نبیؐ کی بات ہے جو ساری انسانی برادری کا نبیؐ ہے جس پر نبوتیں ختم ہو گئیں اور دین و شریعت کی تکمیل ہو گئی۔ جب اس نے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے یہ کہہ دیا کہ "ایمان تو یمنی ہے" تو ضروری ہو گیا کہ ہر زمانہ میں ایمان یمنی رہے۔ اس سند و فضیلت پر تم کو غیرت کرنے کا حق ہے۔ اور یہ کوشش بجا ہے کہ اس کا دائرہ تنگ و محدود نہ رہے۔ یہ تاریخ کی ایک ریکارڈ کی ہوئی سند ہے جس کو حدیث نبویؐ نے محفوظ کر دیا ہے۔ تو آپ کو اس سند پر فخر ہونا چاہیے اور ضرور ہونا چاہیے۔

بہت سی مسلمان قومیں سودے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ایمانی شہادت فقہ و حکمت کی سند ان کو دے دو۔ اور جو چاہے لے لو۔ میں کم از کم مسلمانانِ ہند کی طرف سے کہتا ہوں۔ تم جو چاہے لے لو۔ ملک لے لو۔ مدرسے لے لو، علوم لے لو، خزانے لے لو، یہ عزت افزائی جو اللہ کی طرف سے تم کو ملی ہے وہ ہم کو دے دو۔

"ایمان تو یمنی ہے، فقہ بھی یمنی اور حکمت بھی یمنی ہے"

واللہ عجمی ممالک کے بڑے بڑے اولیاء اللہ تم سے اس چیز میں مفاہمت کرنے کو تیار ہیں لیکن افسوس کہ بشری طاقتیں انہی مفروضہ ملبوں کو ہٹانے میں خرچ کی جا رہی ہیں۔

اے لوگو! یہ ملبے نہیں ہیں۔ ازسرنو اخلاق کریمانہ کے پیدا کرنے۔ صالح معاشرہ تیار کرنے اور انسانیت کی تعمیر کے لئے یہ نہایت اچھی بنیادیں ہیں۔ یہ بھٹکی ہوئی انسانیت کے سگنل اور سمبل ہیں، یہ ملبے نہیں۔ یہ اجڑے ہوئے دیار نہیں جو تعمیر کی صلاحیت کھو چکے ہوں اور صنعت گری کے فن سے محروم ہو چکے ہوں۔ لیکن بہت سے لیڈروں کا یہ خیال ہے کہ مسلمان کا عقیدہ و مسلک، اخلاق و عادات، اصول و مبادی چند بے قیمت و بے جان چیزیں ہیں جن کا دور ختم ہو چکا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام وہ بیٹری ہے جو سیلس چارج ہو چکے ہیں۔ بہت سے یہ کہتے ہیں کہ ہاں بے شک اسلام نے ابتدائی دور میں بڑا اہم رول ادا کیا جب کہ انسانیت فکری ارتقاء کے اعتبار سے بالغ نہیں ہوئی تھی۔ اب دنیا کہیں سے کہیں پہنچ چکی ہے۔ علوم آسمان سے باتیں کرنے لگے ہیں تہذیب و تمدن بام عروج کو پہنچ گئے ہیں۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ نہیں بھائیو! ایسی بات نہیں، یہ ایمان آج بھی امریکہ کو بچا سکتا ہے۔ روس کی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچا سکتا ہے۔ ہندوستان کی دستگیری کر سکتا ہے۔

جاپان کی رہنمائی کر سکتا ہے بلکہ ساری دنیا کو راہ نجات بتا سکتا ہے۔ لیکن کوتاہی ہماری ہے۔ گناہ ہمارے سر ہے اور ان لوگوں کے سر ہے جنہوں نے ابھی تک اس ایمان کو جانا نہیں اور اس طاقت کا صحیح پیمانہ سے اندازہ نہیں لگایا۔ یہ ایمان محض ایک کلمہ نہیں۔ یہ ایمان وہ ہے جس سے ماضی میں محیر العقول واقعات رونما ہوئے تھے۔ اور آج بھی ہو سکتے ہیں۔ اور آج بھی یہ انسانیت کی تمام مشکلات کا حل پیش کر سکتا ہے۔ کیونکہ ان ساری مشکلات کا منبع و سرچشمہ نفس پرستی اور شہوت ستانی ہے۔ یہ سب انانیت کا، منصب وجاہ پرستی کا۔ کوتاہ بینی اور گروہی عصبیت کا نتیجہ ہیں۔ ایمان سب پر فتح و کامرانی حاصل کر سکتا ہے اور اسی امت سے ایک تازہ امت، اسی ملک سے ایک نیا ملک پیدا کر سکتا ہے اور تاریخی عہد سے ایک نئے تاریخی عہد کو جنم دے سکتا ہے لیکن کہاں ہیں وہ باہمت جو ملک کی کامیابی و شادمانی کے لئے اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے اس کو استعمال کریں؟

آج اسلامی سوسائٹی میں سب سے بڑا خلا یہی ہے۔ ہر چیز تیار ہے۔ ہر چیز موجود ہے لیکن وہ شخصیت موجود نہیں جو اس کا صحیح استعمال کر سکے۔

اے اہل یمن! اے میرے بھائیو! تمام عالم اسلام کو تازہ ایمان کی دولت سے نواز سکتے ہو۔ وہ عالم اسلام جو جاں بلب ہے اور اہل جہنم کی طرح فریاد رساں ہے۔

"افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ"

اور اللہ کے اس قول کو بھی یاد کرتے چلو۔

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا

اے انصار نژادو! اے انصار کی نسل والو۔ تمہارے آباء کرام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا

"اگر لوگ ایک وادی کی راہ لیں اور ایک گھاٹی اختیار کریں اور انصار دوسری گھاٹی و وادی چلیں تو میں انصار کی گھاٹی اور وادی اختیار کروں گا۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا۔ لوگ شعار ہیں انصار دثار ہیں۔ اے اللہ انصار پر رحم فرما۔ ان کے بیٹوں پر رحم فرما۔ ان کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔"

یہ البیلی سندیں کس کے پاس ہیں؟ یہ عزت افزائیاں کس کے پاس ہیں؟ کس قوم کو یہ فضیلت نصیب ہوئی؟ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ایسی انمٹ شہادتیں ہیں جو آپ ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ اس عظیم الشان نعمت کا جس میں قریب قریب آپ منفرد ہیں۔ آپ کو شکر ادا کرنا چاہئے۔ لیکن آپ کی اس انفرادیت کا تعلق ترقی و تمدن سے نہیں اس کا تعلق اس چیز سے ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراہا ہے۔

(باقی ۴۵ پر)